Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 36, Sr.No.101, 2015, pp 29 - 34

مجلہ تحقیق
مجلہ کلیہ علوم شرقیہ
جلد ۳۶، اکتوبر۔ دسمبر ۲۰۱۵ء، شمارہ ۱۰۱

اُردو زبان کا فرانسیسی شاعر..... جارج فانتوم صاحبؔ

عبدالسعید☆

Abstract:
When the English who came to the sub continent Indo Pak for transacting business began to be interested Urdu language and literature, there emerged a class on the colourful horizon of literary verse. One of those great literary figures is George Fanthome Sahib, the remarkable Urdu poet. He was brought up in line light of Indian civilization. So he developed a specific inclination Urdu and Persian literature. His literacy works specially Ghazals have all the spice and flavour which is subcontinent known for. He expressed his religious views like that of the muslim poets. He also touched upon the beauties of Islamic values and festivals. His literary style commemorates the literary contribution of Nazir Akbar Abadi. The primary theme of his poetry is worldly love and he regards it as his life target to the level of external love. (Key Words: Indian civilization, religious views, beauties of islamic values, worldly love)

برصغیر پاک و ہند کی سرزمین پر مغربی اقوام کا عرصہ قیام و عمل ساڑھے چار سو سال پر محیط ہے۔ ان اقوام نے تجارت و سیاست کے ساتھ ساتھ ہندوستانی علوم والسنہ کے حصول میں بھی گراں قدر خدمات انجام دیں جن کے نتیجے میں نہ صرف اردو زبان کی تصنیفات و تالیفات کا بڑا ذخیرہ وجود میں آیا بلکہ ہندوستان کی تہذیب و معاشرت میں رچ بس جانے والے اہل مغرب میں سے اردو شعرا کا ایک قابل ذکر طبقہ بھی شعری افق پر نمودار ہوا۔ جارج فانتوم (George Fanthome) المتخلص صاحبؔ اس طبقے کے نمایاں شعرا میں شمار ہوتے ہیں۔ وہ ۱۸۲۲ء میں حیدرآباد دکن کی فرانسیسی

☆ لیکچرر، شعبہ اُردو، گورنمنٹ کالج، ماڈل ٹاؤن لاہور

فوج کے کپتان برنارڈ فانتوم کے ہاں رام پور میں پیدا ہوئے۔ (شفقت رضوی، ص ۱۳۸) اُن کی تربیت خالصتاً مشرقی اور ہندوستانی تہذیب کے زیرِ اثر مکمل ہوئی۔ اس لیے اُنھیں اردو، فارسی اور عربی زبان سے خاص لگاؤ تھا۔ محمد سردار علی کے بقول اُنھوں نے

> ''حافظ شیرانی طالبؔ، مولوی محمد نور الاسلام اور مولوی محمد حفیظ اللہ سے فارسی اور عربی کتابیں پڑھی تھیں۔ شعر وسخن میں میر نجف علی شفقتؔ سے مشورہ لیتے تھے۔ اردو فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ صاحبؔ کے علاوہ کبھی کبھی جرجیسؔ بھی تخلص کرتے تھے۔'' (محمد سردار علی، ص ۳۹)

جارج فانتوم صاحبؔ نے یادگار کے طور پر جو تخلیقی سرمایہ اردو شاعری کو عطا کیا ہے اُس میں غزلیں قصائد، رباعیات، قطعات اور متفرق اشعار شامل ہیں۔ اردو اور فارسی زبان پر کامل دستگاہ کے باعث ان کی شاعری فنی وفکری حوالے سے ہندوستانی اسالیبِ شعر کی جملہ خوبیوں سے آراستہ دکھائی دیتی ہے۔ محبوبِ مجازی کے جور و جفا کا اظہار ہو یا مصائبِ عشق کے سامنے ڈٹ جانے کا ذکر، دونوں صورتوں میں اُن کا اندازِ بیان قابلِ ستائش ہوتا ہے۔

میں بھی فرزند سپاہی ہوں نہیں ڈرنے کا تیغِ ابرو نہ بہت اے بتِ رعنا چمکا
تم میں ہے جور اور جفا صاحب یاں ہے تسلیم اور رضا صاحب
ہم وہ ہیں گر ایک سے سو آفتیں ہوں سب سہیں آزماتا کیا ہے ہم کو جان اور پہچان کر

(Saksena,P.۱۵۶،۱۶۰،۱۶۲)

اردو شاعری میں جہاں لب و رخسار یا گل و بلبل کا تذکرہ عام ہے وہاں دنیا کی چند روزہ زندگی اور بڑھاپے میں جوانی کے حسین دنوں کی یاد کے حوالے سے بھی ہر شاعر کے ہاں کچھ اشعار ضرور ملتے ہیں۔ ولی دکنی کی حسن پرستی ہو یا میر کا تصورِ عشق، آتش کا نشاطیہ رنگ ہو یا غالبؔ کی خود پسندی، اقبال کا فلسفۂ خودی ہو یا فیض کا ترقی پسندانہ نظریۂ زندگی، دنیا کی بے ثباتی کا اظہار کسی نہ کسی صورت میں سب شعرا کے ہاں دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ صاحبؔ نے بھی اس روایت کی خوب پاسداری کی ہے۔

تبسم نہ کر اپنی ہستی پہ گل جہاں میں جو آیا بہت کم رہا
خواب وخیال ہو گئے پیری میں سب مزے اے عمر رفتہ یاد جوانی کی مت دلا

(Ibid,P.۱۵۷)

جارج فانتوم صاحبؔ کے کلام بالخصوص غزل میں مشرقی فارسی شاعری ہو یا اردو، دونوں کے فنی حسن اور اسلوبیاتی تاثیر کی ایک بنیادی وجہ تشبیہہ و استعارہ یا صنائع بدائع کا موزوں استعمال ہے۔ اکثر شعرا کے ہاں جغرافیائی حالات اور تہذیبی ماحول کے مطابق تشبیہات وصنائع بدائع تشکیل پاتے ہیں اس لیے اُن کی شاعری اُن کے عہد اور علاقے کی عکاس ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر فارسی شاعری پھولوں کے حسن و جمال اور رنگوں سے تشبیہات وصنائع بدائع کی ایسی دنیا تخلیق کرتی ہے جس کا بغور مشاہدہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شاعری ایسے خطے کی ہے جہاں فطری حسن کی فراوانی ہے۔ بعینہٖ جارج فانتوم صاحبؔ کی شاعری کا جائزہ لیا جائے تو جا بجا ایسے اشعار سامنے آتے ہیں جن پر کسی مغربی شاعر کے بجائے مشرقی شاعر کے کلام کا گماں ہوتا ہے۔

تل تک نہیں ہے غیر محل اُس کے چہرے پر — اُس مصحفِ شریف میں نقطہ نہیں غلط
اِس حسن عارضی پہ نہ کیجیے بہت گھمنڈ — خورشید و ماہ کو بھی فلک پر لگا ہے داغ
آخرش پرسش کرے گا کوئی تو روز جزا — جاؤں گا قاتل کی میں تصویر لے کر ہاتھ میں
آ جا صنم کہ جاتی ہے فصلِ بہارِ عمر — اس چلتی پھرتی چھاؤں کا کیا اعتبار ہے

(Ibid, P.۱۶۳،۱۶۶،۱۶۹)

ان شعری مثالوں سے جہاں جارج فانتوم صاحبؔ کا تخلیقی جوہر کھل کر سامنے آتا ہے وہاں یہ حقیقت بھی آشکار ہو جاتی ہے کہ انھیں مشرقی اسالیبِ شعر کا مکمل ادراک تھا۔ اُن کی اس خوبی کے پیشِ نظر ڈاکٹر طارق ہاشمی کی یہ رائے بجا معلوم ہوتی ہے:۔

> ''اردو کے یورپی اہل سخن کی شاعری خصوصاً غزل کا مطالعہ کیا جائے تو مشرقی صنائع شعر کا استعمال فراواں دکھائی دیتا ہے۔ وہ ان صنعتوں کو اسلوبِ شعر کا یوں حصہ بناتے ہیں گویا ان کے بغیر نہ صرف حسنِ بیاں میں کمی آ جائے گی بلکہ اُن کے اظہار میں کوئی نقص واقع ہو جائے گا۔'' (طارق ہاشمی، ص۸۲)

اردو شاعری میں قومی، مذہبی اور معاشرتی تہواروں کے حوالے سے عوامی جذبات کی جتنی خوب صورت ترجمانی نظیر اکبرآبادی کے ہاں نظر آتی ہے اُس کی مثال دیگر اُردو شعرا کے ہاں کم ہی ملتی ہے چنانچہ بسنت، عید یا ہلالِ عید کے موضوع پر جارج فانتوم صاحبؔ کے بعض اشعار کا مطالعہ کرتے ہوئے جہاں نظیر اکبرآبادی کی یاد تازہ ہو جاتی ہے وہاں عوامی جذبات کی نمائندگی کا عکس بھی دکھائی دیتا ہے۔

سرسوں کے پھول بھیجے ہیں اُس نے مزار پر — لائی ہے اب کے سال شگوفہ نیا بسنت

پردۂ چرخ سے ہے جھانک رہا عید کا چاند ہے مگر تجھ پہ مری جان فدا عید کا چاند
برسوں میں ہم کو نظر آتے ہو گا ہے گا ہے ماہرو تم کو تو کہنا ہے بجا عید کا چاند
(Saksena,P.۱۶۰،۱۶۱)

جارج فانتوم صاحبؔ کی شاعری میں مذہبی نظریات کی جھلک بھی صاف نظر آتی ہے لیکن یہ نظریات عیسائیت کے بجائے اسلام کے عکاس ہیں شاید اِس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی ماں مسلمان خاتون تھیں۔شفقت رضوی نے اس ضمن میں لکھا ہے۔

''وہ خدا کا ذکر اہل اسلام کی طرح اسی عقیدت و احترام اور جذبۂ توحید سے کرتے ہیں کہیں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف نصرانیوں کی طرح کی ہے نہ ان کو خدا کا بیٹا قرار دیا ہے برخلاف اس کے صفدرِ خیبر شکن ،شیرِ خدا، مشکل کشا، شاہِ دستگیر حضرت علیؓ کے حضور سپاس گزار نظر آتے ہیں۔مسلمانوں کی عیدین کا حوالہ بھی جوش و مسرت کے ساتھ دیا گیا ہے۔ چونکہ اُن کی ماں مسلمان تھیں اس لیے یقین کیا جا سکتا ہے کہ وہ بھی اسلام کی طرف راغب تھے۔'' (شفقت رضوی، ص، ۱۳۹)

ثناخواں ہے ہر اک عالم فلک سے تازمیں تیرا ہے برحق نام یااللہ رب العالمیں تیرا
یا علی شیرِ خدا بہرِ جنابِ حسنین کمتریں بندۂ صاحبؔ پہ کرم ہوجائے
(ایضاً)

صاحب نہ وقتِ بد میں کسی سے ہو ملتجی میری مدد کو صفدرِ خیبر شکن ہے بس
لاتقنطو کو جان کے مایوس کیوں رہوں برباد گو فلک نے کیے خانماں تلک
(Saksena,P.۱۶۲،۱۶۵)

اُردو شاعری کے ارتقائی سفر کا جائزہ لیا جائے تو اکثر شعرا کے ہاں عشقِ مجازی بنیادی موضوع کے طور پر سامنے آتا ہے۔ جارج فانتوم صاحبؔ کی شاعری میں بھی عشقِ مجازی کو مرکزیت حاصل ہے۔اُن کے نزدیک عشق مذہب کا درجہ اختیار کرتے ہوئے مقصدِ حیات بن جاتا ہے۔

تیری کس کس ادا کا کشتہ ہوں دلربائی کا ، ناز کا ، خُو کا
خدا کرنے نہ ہو مجھ سے وہ خود پسند جدا کسی کا ہووے کسی سے نہ درد مند جدا
(Ibid,P.۱۵۵،۱۵۸)

تسبیح کی طرف ہوں نہ زنّار کی طرف   مذہب ہے عشق میرا میں ہوں یار کی طرف
جب تک جیوں گا عشق کروں گا میں ناصحا   ہے عشق میرے واسطے اور میں برائے عشق
گزرے ہے جس کے دل پہ وہی جانتا ہے خوب   ناگفتنی ہے کیفیتِ ماجرائے عشق
(Ibid,P.۱۶۴)

مشرقی تہذیب اور مذہبی اقدار کے مطابق چونکہ معاشرتی سطح پر عشق مجازی کے اظہار اور شغل مے پرستی کو معیوب سمجھا جاتا ہے اس لیے مذہبی حدود و قیود میں زندگی گزارنے اور ترک دنیا کی تلقین کرنے والے ناصحوں کے ساتھ آزاد خیال شعرا کی نوک جھوک کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے

مہِ صیام ہوا تھا یہ حکمِ قاضیٔ دیں   کہ اس مہینے میں رندوں کے گھر نہ جائے شراب
کس طرح جائے سر سے مرے اب ہوائے عشق   مُلکِ عدم سے آیا ہوں ناصح برائے عشق
(Ibid,P.۱۵۹،۱۶۴)

جہاں تک جارج فانتوم صاحبؔ کی شاعری کے فنی محاسن کا تعلق ہے تو اس حوالے سے بھی اُنھیں اردو زبان کے دیگر مغربی شعرا کے مقابلے میں انفرادیت حاصل ہے۔ وہ نادر تراکیب، عمدہ تلمیحات معروف محاورات، منفرد کہاوتوں اور مشکل ردیفوں کے استعمال سے اسلوب شعر کی ایسی تصویریں پیش کرتے ہیں جن سے قاری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

وہ زرد پوش تیرے نہ آئے گا دام میں   ناحق نہ تُو ہتھیلی پہ سرسوں جما بسنت
ایک یوسف ہوا واں قید یہاں خلق اسیر   چاہِ کنعاں کو ہے کیا چاہِ ذقن سے نسبت
کوئی نہ بحرِ محبت میں غرق ہو مجھ سا   کسی پہ گزرے نہ یہ ماجرا خدا حافظ
ہاروت بھی اسیر ہے زہرہ کی چاہ میں   آتی نہیں فرشتہ کو بھی کچھ دوائے عشق
کیوں نہ مجھ کو رہے اُس ابروئے خمدار سے کام   جو سپاہی ہو اُسے رہتا ہے تلوار سے کام
جلوت میں غیر جاتے ہیں خلوت میں اُس کی ہم   باطن میں ہم زیادہ ہیں ظاہر میں سب سے کم
آنکھ بھی صاحبؔ نہیں مجھ سے ملاتے اب وہ لوگ   بات کہہ کر ہاتھ جو لیتے تھے ہنس کر ہاتھ میں
نہ کیوں کر صورت انساں میں ہو توقیر مٹی کی   ہوئی ہے نور سے مخروج یہ تصویر مٹی کی
تم چھیڑو مجھ کو میں بھی سمجھ لوں گا ایک دن   کہتے ہیں ''سو سنار کی اور اک لوہار کی''
(Ibid,P.۱۶۰ to ۱۷۳)

ان شعری مثالوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاعر ''دام میں آنا'' اور ''ہتھیلی پر سرسوں جمانا'' کو محاورہ کے طور پر برمحل استعمال کرنے سے خوب واقف ہے۔ اسی طرح ایک کہاوت ''سوسنار کی اور اک لوہار کی'' اتنی عمدہ انداز میں استعمال ہوئی ہے کہ داد دیئے بغیر نہیں رہا جا سکتا۔ مذکورہ خوبیوں کے علاوہ یوسف، ہاروت، زہرہ اور چاہِ کنعاں جیسی عمدہ تلمیحات یا چاہِ ذقن، بحرِ محبت، دوائے عشق، ابروئے خمدار ایسی نادر تراکیب بھی اپنی مثال آپ ہیں یہ تلمیحات و تراکیب نہ صرف جارج فانتوم صاحب کی شاعرانہ پختگی کی امین ہیں بلکہ اردو اور فارسی زبانوں پر اُن کی کامل دستگاہ کی بھی ضمانت دیتی ہیں۔ اس حقیقت کے پیشِ نظر ڈاکٹر ذوالقرنین احمد (شاداب احسانی) کی یہ رائے کہ وہ ''اردو و فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔'' (ذوالقرنین احمد، ص ۶۴) صداقت پر مبنی معلوم ہوتی ہے۔

جارج فانتوم صاحب کی شاعری کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے کہ مشرقی شعرائے اردو کی طرح وہ بھی تخلیق شعر کے معاملے میں سادہ اور روایتی طرزِ اظہار کو کافی نہیں سمجھتے تھے چنانچہ انھوں نے ایسے تمام فنی محاسن سے اپنے اشعار کو آراستہ کرنے کی کوشش کی جن سے تاثیرِ شعر یا اسلوبِ شعر میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔

مآخذ

۱۔ ذوالقرنین احمد، (شاداب احسانی) ڈاکٹر، ''کوئن فراسو۔ حیات و خدمات'' (اشاعتِ اوّل)، کراچی، انجمن ترقی اردو، ۲۰۱۰ء

۲۔ سردار علی، محمد ''تذکرہ یورپین شعرائے اردو'' (طبع دوم) حیدرآباد، دکن، ادارہ اشاعتِ اردو، ۱۹۴۴ء

3. Saksena Ram Babu, "European & Indo European poets of Urdu& Persian" (Urdu Portion) Lahore Book Traders,1943

۴۔ شفقت رضوی، ''اردو کے یورپین شعرا'' (اشاعت اوّل)، کراچی، موڈرن پبلشرز، ۱۹۸۱ء

۵۔ طارق ہاشمی، ڈاکٹر ''اردو کے مغربی شعرا اور مشرقی صنائع شعری''، مضمون، مشمولہ ''تحقیقات اردو جرنل'' (جنوری۔ جون) اسلام آباد، ۲۰۱۱ء